نورافشان

قیمت سالیانہ بلا محصول ۴عہ — حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی — قیمت سالیانہ معہ محصول ۵؎

نمبر ۴۵ جلد ۳ — لودیانہ ۱۱ نومبر ۱۸۷۵ء — قیمت فی پرچہ ۲ پائی

اشتہار

منجانب

صاحبان ہل اور ہیتھ ایجنٹان تجارت بیرونی

مقام لنڈن نمبر ۳ چیپ سیڈ

واضح رہے کہ مسٹر سوٹر صاحب نے بمقام لنڈن نمبر ۳ چیپ سیڈ میں بڑی رونق اور کامیابی کے ساتھ کئی سال سے کاروبار تجارت مال برآمد جاری رکھا فی الحال صاحبان ہل اور ہیتھ اُنکے قائمقام ہوکر پادریصاحبان و دیگر صاحبان ہندوستانی و یورپین کی خدمت میں جنہیں لنڈن سے کچھ اسباب منگانیکی ضرورت ہو فرمایش کے لئے التماس کرتے ہیں۔

صاحبان ہل اور ہیتھ نے مدت سے اشیا کی خرید و فروخت میں کامل تجربہ حاصل کیا ہی اور ہمیشہ عمدہ داد راشیا کو حتی الامکان ارزاں قیمت پر بھیجنے میں سعی و کوشش کرتے رہے ہیں اور ہر قسم کا اسباب خرید کر بحفاظت تمام جلد کرکے مشتریان کی خدمت میں دیار و امصار میں بھیجتے ہیں جس سے کرایہ و دیگر اخراجات میں بڑی کفایت ہوتی ہی پادریصاحبان سے کچھ کمیشن بھی نہیں لیتے ہیں مناسب ہی کہ جو صاحبان جدید جس قدر اسباب طلب فرماویں قیمت اُسکی ہمراہ اپنی درخواست کے بھیجدیں یا کسی ایجنٹ مقیم لنڈن کے نام ہنڈوی روانہ فرماویں جو ہنگام پیش کرنے فرد قیمت اسباب کے زر قیمت ادا کریں۔

صاحبان ہل اور ہیتھ امریکن پادریصاحبان مقیم لودیانہ اور دارکات اور دیلو اور بیروٹ اور قسطنطنیہ کے ایجنٹ ہیں۔ جو صاحب کچھ دریافت کرنا چاہیں صاحب مہتمم نورافشاں سے دریافت کرسکتے ہیں

خدا یہہ بات فرماتا ہی کہ اگر وے نہ چلینگے تو میں اُن کے گناہوں کی

مسیح کی تسلّی سے مطابق شرع کے خوب سزا دیونگا

بقیہ۔ صبح کا بھولا شام کو لوٹتا

بختیار کی ملاقات ایک یوج کیساتھ

دوسرے دن جب صبح نمودار ہوئی اور مسافروں نے گٹھری بقچہ سنبھال اپنی اپنی راہ لی تو چڑیوں کی چوں چوں اور قمریوں کی غٹ غوں سنکر بختیار کی آنکھ بھی کھلی اپنی معمولی حاجات سے اچھی طرح فراغت نہیں پاچکا تھا کہ وہی خیال جو سوتے وقت اُسکے دلمیں سمایا تھا جھٹ یاد آپڑا اور وہ یہہ تھا کہ اپنی ذاتی ضروریات سے غافل رہکر ایسی ایسی بے سرو پا باتوں میں سرتاپا مستغرق ہو بیٹھنا یا خیالی پلاؤ پکاتے پکاتے اپنی اگلی روکھی سوکھی روٹی بھی ہاتھ سے کھودینا دانشمندیکا کام نہیں ہر ہاتھ کی ایک چڑیا جھاڑی کی دو چڑیوں سے کہیں بہتر ہو۔ مانا کے

ہندوستان میں آج کل غدر ہونیوالا ہے اور بادشاہ گردی بھی ضرور ہوہیگی کوئی بادشاہ بنیگا اور کوئی وزیر مگر مجھکو کیا۔ کسی صوبہ کی نظامت تو ہاتھ آہی نہیں جائیگی اور نہ کسی فوج کی سپہ سالاری پس قاضی کی طرح شہر کے فکر میں مجھے دُبلا ہونا کیا ضرور میرے فایدے کی یہی ہے کہ بازار جاکر اپنے پنکھوں کی خبروں اور ٹیپہ دو پیسہ کماکر اپنا اور اپنے لواحقوں کا پیٹ بھروں۔ اسی سوچ میں بازار تک پہونچا اور ابھی مُنہہ نیچا کئے چلا جاتا ہی تھا کہ اوپر سے بدیا دھر بوج نے آواز دیکر اپنے چوبارہ پر بلالیا۔ یہہ بوج صاحب مالیرکوٹلے کا رئیس اعظم بڑا زمیندار بڑا متمول اور ساتھ ہی ساتھ بڑا عقلمند بھی تھا سرکار دربار میں قدر و منزلت اور عام لوگوں میں اُسکی بڑی عزت تھی قرب و جوار کے سب رؤسا اُنکے مقروض اور زیر بار رہتے تھے یوں تو سب علموں میں یکتا تھا مگر خصوص جوتش کے علم میں ملوے بھر میں اپنی ثانی نہیں رکھتا تھا بختیار کو بڑے تپاک سے پاس بیٹھا کر یوں گویا ہوا کیوں جی آج کل تمہارے ڈیرے میں بڑا جمگھٹ رہتا ہے سنتا ہوں کہ دو تین نووارد ہندوستانی جو کتنے دنوں سے شہر میں پھر رہے ہیں تمہارے ہاں جا بیٹھتے اور انکی گفتگو سُننے کو ادھر اُدھر کی بہت سی بھیڑ بھاڑ جمع ہو جاتی ہے بتلایئے کوئی مذہبی بحث ہے جیسا لودیانے والے پیر پادری کبھی کبھی اسی سرا میں اُتر کر کیا کرتے ہیں اکثر انکے پاس بھی لوگ صبح و شام جمع ہو جایا کرتے ہیں میں خود کئی دفعہ انکے ہاں آیا اور بات چیت کا برابر مزہ اُٹھایا مگر اُنکی تبلاؤ کہ یہہ کس مشرب کے ہیں اور کس ڈھنگ کی گفتگو کرتے ہیں اگر خدا اور انسان یا دنیا اور عاقبت کے بارے میں کوئی نیا نکتہ ایجاد کرتے ہوں تو ظاہر کرنا چاہئے کہ میں بھی اُسمیں غور کروں۔ بوج جی کی یہہ میٹھی میٹھی اور رمز آمیز باتیں سُنکر بختیار نہایت خوش ہوا اور مؤدبانہ طور پر کہنے لگا کہ فی الحقیقت بہت آدمی میرے ڈیرے پر اندنوں جمع ہو جایا کرتے ہیں اور انکی گفتگو سے خیالات بھی نئے نئے پیدا ہوتے ہیں اور گو وہ خیالات مذہبی امورات سے چنداں تعلق نہیں رکھتے مگر مذہب کی ترقی اور تنزل کے اسبابوں سے کسی صورت بری بھی نہیں ٹھہر سکتے جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں اگر فی الواقعہ صحیح ہے تو یہی سمجھنا چاہئے کہ پھر کسی مذہب میں بھی ترقی نہیں ہوگی اور نہ علم کا چرچا جو محض انگریزوں کے آنیسے بڑھنا شروع ہوا ہے آور زیادہ بڑھنا پائیگا بلکہ بیوپار بیوہار اور لین دین سب کچھ جاتا رہیگا نہ میں اسطرح جاکر باآرام کیسے چوبارے پر بیٹھ سکونگا اور نہ آپ دوسرے کی باتیں تسکین کے ساتھ سُننے پائینگے خدا کرے اِن باتوں سے امان ہی رہے تو اچھا ہے۔ بوج جی چونک کر بولے بھائی وہ ایسی بات کیا ہے جو سب چیزوں کا نشٹ کرنیوالی ہے تمنے تو عجب سنائی اب ذرا کھولکر کہئے کہ میں بھی سن لوں۔ ہرچند بختیار نے طرح دی اور ٹل مٹل کیا مگر بوج جی کے اصرار اور بار بار کے تکرار نے اُسکو بیان کرنے پر آمادہ کئے بغیر نہ چھوڑا۔ وہ بولا لو صاحب لاچار انکی خاطر کہے دیتا ہوں مگر مہربانی کرکے اس راز کو کسی دوسرے تک جانے نہ دیجئے یہہ لوگ بطور مخبروں کے خبر لاتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزوں کو نکالدینے اور ملکی حکومت آپ سنبھال لینے کی پختہ تجویزیں قرار پاگئی ہیں بوج جی دہنے بائیں دیکھنے لگے اور گھبرا کر بولے ہیں وہ کون ہیں جو آج اسطرح کی بات مُنہہ سے نکالتے ہیں کہیں مالیخولیا کے مریض تو نہیں کہ بیدھڑک زٹلیں ہانکتے ہیں ورنہ آج انگریز ہیں اور پھر اُنکا سامنا یہہ کہاں ہو سکتا ہے۔ انگریزی ہی کی طفیل پٹیالہ نابہہ جیند اور مالیرکوٹلہ وغیرہ ریاستیں تاحال بدستور بنی بنائی چلی جاتی ہیں اور ہزاروں جانیں اسکے سایہ میں بیٹھکر آرام پاتی ہیں بھلے مانسوں کے لئے روکھی سوکھی روٹی اگر تھی تو آج انہیں ریاستوں میں تھی مگر وہ عجب معاش کے لوگ ہیں جوان رہے سہے ٹھیکروں کو بھی ہاتھ سے کھو بیٹھنے پر آمادہ ہوئے ہیں حقیقت میں کوئی چھٹے ہوئے اور پرلے درجہ کے بدمعاش ہونگے بہتر ہے کہ تو ابھی چلکے مجھکو دکھا اور دیکھ کہ میں کس طور اُنکے مغز کا کیڑا نکال اُنکے دماغوں کی اصلاح کرتا ہوں۔ بوج یہہ کہہ کے بڑی طیش میں اُٹھے مگر پاس سے چار ابرو کی صفائی والے ناٹے سے قد کے ایک بوڑھے نے انکا ہاتھ پکڑ یہہ کہکے بٹھلا لیا کہ خفگی کی حالت میں کسی غیر شخص کے یہاں جانا مقتضائے عقل نہیں ذرا دم لیجئے اور اسی آدمی سے کہدیجئے یہہ خود انکو کسی موقع پر یہاں حاضر کر دیگا علاوہ بریں آپ رئیس ہیں اور رئیس کو زیبا نہیں کہ ایک آوتی مسافر کے ڈیرے پر جاکر اپنا قدر گھٹا دے اوّل تو اسی آدمی کی طرح وہ بھی پھرتے پھراتے خود یہاں آنکلینگے ورنہ اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو شام کی ہوا خوری کرتے کرتے ہم اور آپ دونو سرا میں چل نکلینگے اور انکا گوئی بعد ان سب کچھ دیکھ لینگے فی الحال اسی شخص کی بات چیت سے دل بہلائے۔ اس بات پر بوج جی بیٹھ گئے اور وہ پیر مرد بختیار سے یوں مخاطب ہوا کہو بھائی تو وہی ہے جو کبھی جالندھر کے مشن سکول میں پڑھتا تھا

باقی آئندہ

چند خیالات

حضرت ابراہیم پیغمبر کے ایمان اور اُنکے بیٹے اضحاق کی قربانی پر

کبھی کوئی ہونا ایسے تاؤ کے ساتھ نہیں آزمایا گیا ہوگا کہ جیسا حضرت ابراہیم کا ایمان خداوند تعالیٰ نے آزمایا تھا۔ کیونکہ خداوند نے فرمایا کہ ای ابراہیم تو اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق کو کہ جسے تو پیار کرتا ہی میری حضور میں قربانی چڑھا جائے غور کرو دنیا میں ایسا ایمان دار کون ہی کہ جسکے دلمیں ایسے آزمایش کے موقعہ پر ایسے خیالات پیدا نہ ہوویں۔ کہ ہیں۔ ای میرے خدا کہ اس قسم کی خونریزی تجھے پسند آئی۔ اگر ایسا ہی ہی تو کیا اسحاق کو ابراہیم کے ہاتھوں سے لیتا ہی۔ کیا یہہ اکلوتا جو تونے اس عمر میں بخشا ہی اسی واسطے دیا تھا کہ میں اس لخت جگر کا گلا انہیں ہاتھوں سے کاٹوں۔ بھلا وہ برکات اور وعدے جو تونے اسی اسحاق کی نسبت پیشتر سے فرمائے ہیں کسطرح پورے ہونگے اب میں اپنی ضعیف العمر بیوی سارا کو جاکر کیا منہہ دکھاؤنگا اور کون اسبات کا یقین کریگا کہ یہہ جان سوز خون میں تیرے حکم سے کیا ہی۔ ای خداوند خدا اگر تیرے حکم کبھی بدل سکتے ہیں تو اِس حکم کو تو ضرور ہی بدل ڈال۔ کمزور ایمان کا نتیجہ ضرور ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں۔ لیکن ابراہیم کا ایمان خداوند کو معلوم تھا اور دیکھو کیسی بے حجت تابعداری کے ساتھ حضرت ابراہیم نے ایسے ہولناک حکم کی تعمیل میں کمر باندھی یعنے وقت معینہ پر علی الصباح اُٹھکر اُس جگہہ کو روانہ ہونیکی تیاری کرکے کہ جہاں اسحاق کو قربان کرنیکا حکم تھا۔ اور جس نور چشم کو قربان کرنیکا حکم الٰہی ہوا تھا اسیکو ساتھ لیا کون ایسا سنگدل ہوگا جو اپنے دلمیں اس عجیب اور دردناک ماجرے کے تصور باندکر آنسو نہ بہاوے اور لکھنے والے کی قلم نہ کانپے۔ آہ ہرچند یہہ بات ابراہیم کو پسند ہوتی کہ اگر خدانے اسحاق کو بہرحال لینا ہی ہی تو جلد اسی جگہہ لے لیوے بھلا اور نہیں تو یہہ تڑپاؤ تو نہ دیکھوں کہ تین دنکا سفر اُسی لخت جگر کے ساتھ چلکر کروں کہ جسکے لئے تیز چھوری میری کمر سے بندھی ہی۔ لیکن کیا مجال کہ یہہ ملال حضرت ابراہیم کا اسحاق تک بھی ظاہر نہ ہوا ہو اور جب ایسی عجیب حالت میں اُس پہاڑ کے پانو کے پاس پہنچے کہ جسپر اسحاق کو قربان کرنا تھا حضرت ابراہیم نے نوکروں کو تو رخصت کردیا اور وہ گٹھڑی لکڑیوں کی کہ جسکے ساتھ پیارے اسحاق کو جلاکر قربان کرنا تھا اُسی نورچشم کے سرپر رکھوا کر اوپر کو چلے۔ مرحبا صد مرحبا۔ اِس ایمان کو اور جلال و بزرگی اُس خدا کو جو ایسا ایمان بخشتا ہی۔ لیکن جب خوبصورت پیارا سعادتمند نوجوان اسحاق وہ بوجھا اُٹھائی جاتا تھا۔ کیا حضرت ابراہیم کی آنکھوں سے خون کے آنسو نہ چلتے ہونگے۔ لیکن کیا مجال کہ اسحاق تک اِس رونے کی یا سرد آہ کی آواز بھی پہنچی بلکہ اگر ابراہیم کو ناچار رونا آیا ہی ہوگا تو عزیز اسحاق سے منہہ پھیرکر گریہ کیا ہوگا۔ الامشکل تو اب بنی جب اسحاق جیسے نور چشم نے ابراہیم سے خود پوچھا کہ ای باپ آگ بھی موجود ہی اور لکڑیاں بھی ہیں لیکن قربانی کہاں ہی۔ سچ تو یوں ہی کہ اگر ابراہیم کے دلمیں خداوند کے حکم کی تعمیل کا نہایت مضبوط خیال اور سچا ایمان نہ ہوتا تو وہ ہی چھوری جو اسحاق کے واسطے تیز کری تھی اپنے ہی کلیجے میں مارتا۔

ناچار جب قربان گاہ کی لکڑیاں باپ بیٹے نے ملکر جاویں تو باپ کو آخرکار بیٹے سے کہنا پڑا کہ بیٹا جس خدانے تجھے دیا تھا اُسیکا حکم ہی کہ تو ہی میرے ہاتھوں سے اُسکے حضور میں قربان کیا جاوے۔ کاش کہ خدا کا یہہ حکم ہوتا کہ تو مجھے قربانی پر چڑھاوے۔ لیکن آہ۔ ای نور چشم ای جان سے عزیز اسحاق او رداد اس ضعیفی کے مرادوں تو خدا کا حکم یوں ہی ہی یہاں دم مارنیکی جگہہ نہیں ہی۔ جب یہہ بات پہلے اسحاق کے کان میں پہنچی ہوگی تو اُسنے بمشکل یقین کیا ہوگا۔ اور جب اس عجیب اور ہولناک حکم کو سنکر اسحاق کا رنگ کچھہ بدلا ہوگا تو گیا کیا چھریاں ابراہیم کے دلمیں نہ چلی ہونگی۔ لیکن مبارک ہی ایمان ایسے باپ اور بیٹے کا۔ کہ اسحاق نے جوں ہی اپنے پیارے باپ کی زبان سے یہہ حکم سُنا تو فوراً اپنے تئیں اُسکے آگے ڈال دیا اور اپنے ہاتھ پانو ڈھیلے چھوڑکر مشکیں کسوالی۔ آہ۔ اس تابعداری اور سعادتمندی نے ابراہیم کے زخم جگر پر اور بھی نمک چھڑکا ہوگا۔ لیکن دیکھو کہ جب ابراہیم نے چھوری نکالی اور جوں ہی آسمان کی طرف دیکھکر چاہا کہ ایک ہاتھ سے اسحاق کا کام تمام کرے خداوند کے فرشتے کی آواز آسمان سے آئی کہ ای ابراہیم ٹھہرجا۔ خداوند فرماتا ہی کہ تیری قربانی منظور ہوئی اسحاق کو اُٹھالے اور اُسکی جگہہ اُس بھیڑے کو قربان کر جو اُس جھاڑی میں ہی۔ اگر حضرت ابراہیم خداوند کے حکم کی پیروی میں (خواہ کیسا ہی سخت اور عجیب معلوم ہوا ہوگا) ثابت قدم نہ رہتے تو اس وقت کی خوشی کو جو حد بیان سے باہر ہی کسطرح حاصل کرتے ای صاحبان حق جو جو انجیل

جلیل کو کسی قدر غور سے دیکھتے ہیں اور ایک دو دلی کیسی حالت میں ہیں یعنے ہر طرح کی دنیاوی محبت اور رشتہ انکو ایک طرف کھینچ رہا ہی اور مسیح کی محبت دوسری طرف زور مارتی ہی یقین جانو کہ جبتک ابراہیم کیطرح ایک دل ہوکر اسحاق کو قربان کرنے پر کمر باندھکر تیار نہ ہوگے یعنے ان سب چیزوں کو جو نظر آتی ہیں خداوند عزوجل کی محبت کے مقابلہ میں خاک اور دھول نہ سمجھوگے تب تک وہ شی کہ جسکے لئے کبھی کبھی آپکی روح بھڑکتی ہی حاصل نہ کروگے۔ اور اگر ساری عمر کو اس دو دلی کی حالت میں خرچ کروگے تو آخرکار یہہ افسوس کرتے ہوئے کوچ کروگے کہ جس چیز کی خاطر خدا کے حکم کو ٹالا وہ چیز بھی نہ رہی اور میں بھی چلتا ہوں اب کیا مُنہہ اُس خدا کو دکھاؤنگا۔ جسپر یہہ حالت گذریگی وہ ہی جانیگا اور زیادہ افسوس یہہ ہی کہ وقت علاج گذر گیا ہوگا۔ الا اگر خداوند کے حکم کی تعمیل کو مخمر دو جہان جانکر اسکے روحانی محبت کے اثر کو بلا روک اپنے دل پر ہر طرح سے اور حالت میں موثر ہونے دوگے تو دونو باتیں تمہارے لئے موجود ہیں کہ آپکا اسحاق (یعنے جو چیزیں تمہیں عزیز ہیں) بھی آپکو مبارک رہیگا اور خداوند کے جلال میں آخرکار داخل ہوگے۔

خداوند تعالےٰ نے اسحاق کو صرف مانگا تھا لیکن لیا نہیں الا ہم گنہگاروں کی خاطر اُسے اپنے اکلوتے مسیح کو در حقیقت دیدیا اور ہمارے گناہوں کی خاطر وہ قربانی ہوگیا تاکہ ہم گناہ کی سزا سے نجات پاویں بہت سے لوگ جو عیسائی دین کے درپردہ قائل ہیں اور کبھی کبھی ارادہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے خداوند کا اقرار دنیا کے روبرو کریں اکثر دنیاوی نقصان کی خاطر بس پا ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہہ نہیں جانتے کہ جو دنیاوی برکات خداوند کے نزدیک ہمارے فایدہ کے ہیں اُنکو ہم سے چھین کر خدا تعالیٰ خوش ہرگز نہیں ہوتا اور نہ چھینتا ہی ہی لیکن یہہ البتہ چاہتا ہی کہ ہم اس خداوند سے اس سے زیادہ محبت رکھیں جو مال اسباب عزت یا یار دوست اور رشتہ داران وغیرہ سے رکھتے ہیں۔ اور جب ایسا کروگے تو کبھی نہ پچھتاؤگے۔ انجیل میں لکھا ہی کہ جب اس دنیا کے والدین کہ جنکی محبت میں کسیقدر غرض بھی ہوتی ہی اپنے بال بچوں کو اچھی چیزیں دیکر خوش ہوتے ہیں تو کتنا زیادہ ہمارا آسمانی باپ یعنے خداوند خدا ہمارے کل حوایج کیا دنیاوی کیا روحانی پوری کرکے خوش ہوگا۔

ای مہربانو۔ عزیزو۔ دوستو۔ اگر دنیاوی محبت سے خداوند کی خاطر کنارہ کشی کرنے میں گھبراہٹ اور رنج معلوم ہوتا ہی تو ہماری ضعیف الاعتقادی کا ثمرہ ہی ورنہ جسنے ڈھونڈا ہی پایا ہی اور جسنے مانگا ہی اُسکو دیا گیا ہی پس جسطرح کہ مانگنے کی شرط ہی اُسیطرح خدا سے مانگو تو ضرور بالضرور پاؤگے البتہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ایک ہاتھ خدا کے آگے پسارو اور دوسرے سے شیطان کو بلاؤ۔

کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست۔ خاکسار م۔ د۔ ضلع فروزپور پنجاب۔

بقیہ اہل اسلام کے اعتراضونکے جواب میں

اس سے معلوم ہوا کہ خدا دکھا جائیگا اور جب کوئی شے نمود ہوکر دیکھی جاتی ہی تو اُسکی حدیں بھی ظاہر ہونگی کیونکہ ہم صرف حدوں کو دیکھ سکتے ہیں تو جب خدا دیکھا گیا تو پھر وہ بحد کس طرح ہوا اگرچہ ہم ان دونوں باتوں کا پورا پورا بیان نہیں کرسکتے پر تو بھی ہم جانتے ہیں کہ دونوں باتیں سچ ہیں یعنے خدا دکھا بھی جائیگا اور وہ بحد بھی ہی۔ تو اس سے ثابت ہی کہ اگر باتیں حقیقت میں سچی ہیں مگر ان پر اگر کوئی شبہ کیا جاوے تو ہم اس شبہ کو رفع نہیں کرسکتے۔ مثلاً ہم سب جانتے ہیں کہ خدا مہربان ہی۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس میں کیا ہی مہربانی ہی کہ جانوروں کو ایسا بنایا کہ ایک دوسرے کو کھاویں اور سانپ کے مُنہہ میں زہر بھر دی کہ لوگوں کو کاٹے۔ پھر ظاہر ہی کہ خدا رحیم ہی پر اگر کوئی کہے کہ یہی رحم ہی کہ گنہگار جہنم میں ڈالے جاویں یہہ تو بالکل اُس کی بیرحمی ہی تو ہم اُسکو کیا جواب دینگے۔ معترض کا اعتراض ہی کہ تمام الوہیت مسیح میں تھی اور جگہہ خدا بالکل موجود نہ تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ یہہ نتیجہ اُس نے کہاں سے نکالا ہی۔ سب لوگ بالاتفاق یقین کرتے ہیں کہ خدا ہر ایک جگہہ حاضر اور موجود ہی۔ مگر اسکا جسم یا شکل بالکل نہیں ہی اگر جسم فرض کیا جاوے تو اُسکے اجزا ضرور ہونگے مگر اُسکے اجزا نہیں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ خدا ہر ایک جگہہ کُل حاضر و موجود ہی جب یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی تو اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ خدا اور جگہہ نہ ہوگا۔ بس یہہ کیا بات ہی ہم تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں جو انجیل میں لکھا ہی کہ خدا مجسم ہوا اگر یہہ عقل سے بعید ہی تو عقل کے برخلاف بھی نہیں ہی۔ اور خداوند عیسیٰ مسیح یہہ نہیں فرماتا کہ خدا کی ہستی مجھ میں محدود ہی جب وہ دنیا میں تھا تو اُسنے فرمایا کہ کوئی شخص آسمان پر نہیں گیا مگر ابن آدم جو آسمان پر ہی + لوگ یہہ بھی سوال کرتے ہیں کہ مسیح جو تین دن تک دوزخ میں رہا تو خدا دوزخ میں رہا یہہ انجیل میں نہیں ہی کہ عیسیٰ تین دن یا تین ساعت تک دوزخ میں رہا۔ مگر یہہ لکھا ہی کہ وہ جسم کے رو سے مارا گیا اور روح سے زندہ کیا گیا اور اُس سے اُن روحوں کے پاس

جو قید میں تھیں جاکے منادی کی جو آگے نافرمانبردار تھیں جسوقت کہ خدا کا صبر نوح کے دنوں میں انتظار کرتا تھا فقط یہہ مشکل آیت ہی اسکے معنے بعض کچھ سمجھتے ہیں اور بعض کچھ کہتے ہیں لیکن اس سے یہہ نہیں نکلتا کہ مسیح دوزخ میں رہا مگر ایک عبادت کی کتاب ہی جسمیں یہہ لکھا ہی۔ سو وہ الہام سے نہیں لکھی گئی اِنسان کی بنائی ہوئی ہی اور اُسکے معنے یہہ ہی کہ وہ عالم ارواح میں تین روز تک رہا اور وہ درست ہی +

اکثر محمدی دعوے کرتے ہیں کہ مسیح کو خدا کہنا انجیل کی تعلیم کے برخلاف ہی اسلئے کہ انجیل میں لکھا ہی کہ عیسیٰ نے فرمایا کہ قیامت کا دن بیٹے کو معلوم نہیں اور اُسنے دعا مانگی کہ اے باپ اگر ہو سکے تو یہہ پیالا مجھسے دور ہو اور مصلوب ہو کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنے اے میرے خدا کیوں مجھے چھوڑا۔ پوشیدہ نرہے کہ عیسائی لوگ جانتے ہیں اور خوشی سے اقرار کرتے ہیں کہ مسیح میں پوری اِنسانیت تھی جیسے پوری الوہیت تھی وہ مریم سے پیدا ہوا حکمت اور قد اور خدا اور اِنسان کے پیار میں بڑہا ہمیشہ کھاتا پیتا خوش اور غمگین رہتا تھا اور صلیب پر مرگیا یہہ سب باتیں اُسکی اِنسانیت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن وہ یہہ نہیں ظاہر کرتی کہ اُس اِنسانیت کے اندر الوہیت نہ تھی جیساکہ اِنسان کا جسمانی ہونا اُس کی روحانی ذات کے برخلاف نہیں ہی۔ اسی طرح بعض آیات میں اُسکی الوہیت کا اور بعض میں اُسکی اِنسانیت کا ذکر ہی اسی سبب سے یسعیاہ کے نناویں باب میں لکھا ہی کہ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوتا ہی اور ہمکو ایک بیٹا بخشا جاتا ہی کہ سلطنت اُسکے کاندھے پر ہی اور اُسکا نام عجیب مشیر خدا قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہی۔

باقی آیندہ

الزامِ ناحق

صاحب شعلہ طور کانپور اپنے پرچہ مطبوعہ ۲- نومبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ امرتسر جیل کے منظموں کی غفلت یا بے رحمی سے ناحق خون ہو گیا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ دو شخص باپ بیٹا مسمی پنجاب سنگھ باپ اور مسمی سندر سنگھ بیٹا قید تھے منتظمان جیل کی معمولی کارروائی سے اُنکو بیس بیس سیر پختہ گیہوں پیسنے کو ملتے تھے چونکہ اِس مُلک کے اندر یہہ کام گو کیسا ہی سخت کیوں نہ ہو مگر عورتوں کا کام ہی لہذا مردوں کو چکی کا پیسنا موت سے کم تصور نہیں کیا جاتا۔ وہ دونوں باپ بیٹا قیدی اِس مشقت سے تنگ آکر خودکشی کا ارادہ کرتے تھے مگر کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی ایک روز باپ نے بیٹے سے کہا کہ میرا جی نہیں چاہتا کہ میں تجکو ہلاک کروں مگر تو مجکو مارڈال اور میرے قتل کے عوض تجکو پھانسی ہو جاویگی اسی طرح ہم دونوں اِس بلا سے نجات حاصل کرینگے ورنہ ممکن نہیں کہ سپرنٹنڈنٹ جیل یا داروغہ وغیرہ کارپردازان جیل رحم کریں ایک روز بیٹے نے چکی کا پاٹ اپنے باپ کے سر پر مار اُسکا کام تمام کیا اور عدالت میں قتل کی وجہ صاف صاف بیان کردی۔ شاید یہہ قاتل قیدی جسنے مجبوری اور لاچاری کے سبب اپنے باپ کو قتل کیا پھانسی پاویگا۔ مگر گورنمنٹ کو مناسب ہی کہ آیندہ ایسی بے رحمی کے کام سے اپنے سخت اور تندخو کارپردازان جیل کو باز رکھے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیل منویل میں صاف ہدایت ہی کہ ہر ایک قیدی کو بیس ہی سیر گیہوں پیسنے ملے مگر ہر طرح سے قیدی کی حیثیت کو دیکھ لینا داروغہ خصوصاً ڈاکٹر صاحب پر فرض ہی۔ کچھ شک نہیں یہہ فعل کارپردازان کی غفلت یا بے رحمی سے ہوا۔ کیونکہ گورنمنٹ داروغہ لوگونکی عام عادتوں سے خوب واقف ہی ہماری یہہ رائے ہی کہ آیندہ کو گیہوں کی مقدار کم کردینی چاہئے اور بعض لوگونکو اِس مشقت سے بھی مستثنیٰ رکھنا مناسب ہی فقط۔

صاحب شعلہ طور کا یہہ اعتراض کہ منتظمان جیل کی غفلت یا بے رحمی سے یہہ خون ہوا بالکل نامناسب ہی کیونکہ جب مجرم کیواسطے حاکم ذی اختیار کی پیشگاہ سے قید با مشقت کا حکم صادر ہوا اور مشقت نہ لیجاوے تو اول تو عدول حکمی دوم فرض کا نہ ادا کرنا سیوم جسنے ارتکاب جرم کا کیا ہو اُسپر رحم کرنا عام لوگونکو ترغیب جرم ہی۔ اور جس حالت میں ہر ایک قیدی با مشقت کو یہہ بیس سیر گیہوں پیسنا پڑتا ہی تو ہر ایک جیل خانہ میں سال بسال سیکڑوں قیدی اسیطرح قتل ہوا کرتے اور قاتل بیان کیا کرتے کہ ہمسے آٹا نہیں پیسا جاتا اِسواسطے ہمنے یہہ فعل کیا اب ہمکو پھانسی دیدو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بعض مجرم دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ قید ہوتے ہیں اور برابر آٹا پیستے ہیں اگر پیسنا عار سمجھیں تو دوبارہ ہرگز قید ہونیکا کام نکریں اگر حسب رائے صاحب شعلہ طور جیل والے رحم کریں اور کچھ تھوڑا سا پولیس والے بھی تو ہندوستان میں ضرور بے خوفی کا عمل دخل ہو جاوے یہہ اعتراض گورنمنٹ پر ناحق کا کیا گیا ہی نہیں معلوم کہ بیٹے نے باپ کو کسواسطے مارا ہی فقط۔

اگر جیل خانہ میں عمدہ عمدہ فرش فروش اور عیش کے تمام سامان سرکار مہیا کرکے صاحب شعلہ طور کو داروغہ منتظم بناوے تو رحم کی صورت قیدیونکے واسطے نکل سکتی ہی۔

منقولات

بقیہ درس درباب تثلیث

پس چاہئے کہ اُسکی پاک ذات میں علم اور ارادہ وفعل کی قوت ہو لہذا لازم آتا ہی کہ علم ذات سے اور ارادہ ذات و علم سے امتیاز رکھتا ہو اس حالت میں ضرور ہے کہ شخص حق جو نسبت ثلاثہ ذات کا قایل ہوکے تثلیث کو قبول کرے کیونکہ جو شخص فقط وحدانیت کو مانے اُسکو چاہئے کہ اُس علم اور ارادے سے جو خدا کی ذات میں ہی انکار کرے اسواسطے کہ اگر اُنکو قبول کرے تو وحدت محض نہیں بلکہ وحدت میں کثرت ہوگی اور اگر کوئی خدا کی ذات کے علم اور ارادہ کا منکر ہو تو ایسے شخص کی خلاف اور باطل فکر کے موافق خدا فقط ایک خیال یا ایک وجود بے عقل وعلم وارادہ ٹھہر کے نعوذ باللہ آدمی سے بھی کمتر یعنے کچھ نہوگا۔ پر ایسے جھوٹھے خیال سراسر کفر ہیں۔ پر ہر شاہد عقل پر بیقین ظاہر کہ خدا کی ذات وحدت محض نہیں بلکہ تثلیث پر مشتمل ہی چنانچہ خداتعالے نے اپنے تئیں اپنے کلام میں اسی عبارت اور تفسیر سے بیان فرمایا ہی جیسا کہ مذکور ہوا لیکن اس حالت میں عقل کو تردد و سرگردانی ہوتی کیونکہ ایک طرف سے عقل صحیح کے تقاضا کے موافق لازم آتا ہی کہ وجود مطلق وحدت محض و مطلق ہو اور پھر دوسری طرف سے اُسی عقل کے تقاضا کے موافق یوں لازم آتا ہی کہ خدا کی ذات میں علم اور ارادہ بھی ہو مگر اس صورت میں کہ وحدت محض اُسکو قبول نہیں ہی۔ پس انسان باوجود تمام عقل وکمال کے اسمقام میں لاچار و سرگردان رہتا ہی لیکن یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ خدا کی پاک ذات کو دریافت کرنا اور سمجھنا عقل کی طاقت وحکم سے باہر ہی اور عقلمندونکے لئے اسی سرگردانی ولاچاری میں یہہ حکمت اور نصیحت نکلتی ہی کہ میزان حقیقت انسان کی تاریک عقل میں نہیں بلکہ صرف خدا میں ہی اور بندونکے لئے فقط خدا کی کلام سے حاصل ہوتی ہی اور بس اور جب تک آدمی دلسے اُسپر رجوع نکرے ابد تک حقیقت کو نہ پاویگا ✤

پس اے اہل حاضرین جب کہ ہر ایک دانا و ہوشمند اپنی اپنی تعلیم کے لئے خدا کی کتاب سے یہہ نتیجہ نکال سکتا ہی کہ ہر ایک شے میں قوت کثرت موجود و مشتمل ہی اور تو بھی اُسکا وجود اُسکی قوت کثرت پر موقوف نہیں ہی اور تسپر بھی وہ شے ایک وجود کامل رکھتی ہی تو ہم مکرر یہہ سوال کرتے ہیں کہ خدا کی نسبت ایسا ماننے میں کہ تثلیث فی الوحدت اور وحدت فی التثلیث پر موقوف ہی کونسی قباحت لازم آتی ہی۔ اور اس عقیدہ میں کہ مسیحی وحدت میں تثلیث اور تثلیث میں وحدت کو مانتے ہیں کونسا گناہ ہی۔ علاوہ اِسکے یہہ تعلیم کچھ اُنکی گھڑی ہوئی نہیں ہی بلکہ کلام ربانی کی ہی جسکا منجانب اللہ ہونا ابھی ثابت ہو چکا ہی۔ پس اب آپ ہی صاحب انصاف فرمائیں کہ جب ایک بات کے ماننے کی نسبت خود خدا فرماتا ہی تو کیا ہم اُسکے فرمانکو رد کرکے اُسکی کلام کے مقابلہ میں انسان کی بات کو زیادہ ترجیح دیں پس ہم مسیحیوں پر کیا بلکہ اُسکے فرمان کو کل کو ماننا لازم ہی کیونکہ انسان کی زندگی کی اول وآخر غرض یہہ ہی وبس ✤

باقی ہفتہ آئندہ

اخبارات ملکی وولایتی

لاہور ہمارے کارسپانڈنٹ صاحب مقام لاہور تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر بروز ہفتہ ۳۰- ماہ گذشتہ عیسایونکا ایک میلہ شالامار باغ میں ہوا۔ اِس میلہ میں آنے کے لئے ایک یورپین کرنل کی طرف سے پنجاب کے سارے عیسایونکی دعوت تھی۔ چنانچہ اکثر جگھوں سے بھائی لوگ اکٹھے ہوئے۔ اور اس میلہ کا خاص وقت ۵ بجے سے شروع ہونا تھا لیکن اتفاق سے ایسا ہوا کہ اُسیدن کئی ایک سیدین انگریزوں نے بھی اپنا جلسہ ٹھہرایا تھا چنانچہ قریباً دس بجے سے وہ آنے لگے۔ اور اُس بارہ دری میں جو باغ کے بیچ میں واقع ہی۔ اپنا ڈیرا جما بیٹھے۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد گانا۔ بجانا شروع ہوا۔ اور پیچھے عورتوں کو ساتھ لیکے ناچنے لگے۔ ایساکرنا اگرچہ ہم ہندوستانیونکی نظروں میں نہایت قبیح ہی اور سخت بیشرمی کی بات ہی لیکن انگریزوں میں اسکا کچھ عیب نہیں گنا جاتا۔ کیونکہ ہر ایک شخص کا مذاق علیحدہ علیحدہ ہی۔ پھر ۵ بجے کے نزدیک عیسائی آنے لگے۔ اور یورپین پادری صاحب بھی آئے۔ پر جگھ کی نہایت تنگی تھی۔ آخرکار باغ کے ایک کونے میں جا کر سب بیٹھ گئے۔ تو پہلے امرتسر اور لاہور کے عیسائی بھائیوں نے بمقابلہ یکدیگر کئی ایک بھجن گائے۔ بعد ازاں کئی ایک پادری صاحبوں نے دعا بندگی کی۔ اور گیت بھی گائے۔ اور بتایا گیا۔ کہ اس میلہ سے یہہ ارادہ رکھا گیا ہی۔ کہ مختلف جگھونکے عیسائی بھائی ایکدوسرے کی ملاقات سے خوش ہوویں۔ اور آپس میں محبت بڑھے اور کرنل صاحب نے بھی جنکی طرف سے اِس میلہ کا

سارا انتظام تھا۔ ایک چھوٹی سی تقریر کی۔ جس سے کہ اُنکے دل کی صداقت و محبت اور ایمان ظاہر ہوتا تھا۔ بعد ازاں لاہور کے مشن کے لئے کچھ چندہ ہوا پھر کچھ کھانے پینے کی باری آئی۔ اب اسوقت عجیب تماشا ہوا۔ پہلے چار پانچ منٹ تو کچھ کچھ انتظام رہا۔ مگر پیچھے پہلے لڑکے ایکدوسرے سے چھین کر کھانے لگے۔ تب بہت بڑے بڑے بھی شامل ہوگئے۔ آخرکار یہاں تک نوبت پہنچی کہ دیسی عیسائیوں میں سے تھوڑے ہونگے جنہوں نے کسی اور سے چھین کے کوئی چیز نہیں کھائی اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس نامناسب اقدام کا کیا سبب ہی۔ بعضوں سے اسکا باعث پادری صاحبوں کی بے انتظامی کا قصور سنا گیا۔ اگرچہ یہہ بھی کسی درجہ تک درست معلوم ہوتا ہی۔ مگر اصل سبب اُسکا یہی ہی۔ جو اہل دانش و بینش پر واضح ہی۔ کہ۔ گرسنہ چو با سیر خاید کباب + بفربہ ترین لقمہ آرد شتاب۔ اب میں کہتا ہوں کہ ایسی عادت کا ہر قوم میں ہونا۔ و خصوصاً عیسائیوں میں جو مسیح کی پیرو کہلاتے ہیں۔ نہایت نامناسب اور سخت شرم کی بات ہی۔ میری ان ساری باتوں سے یہہ غرض نہیں۔ کہ میں کسیکی ہجو کروں بلکہ ہر ایک عیسائی بھائی سے جو میلہ میں حاضر تھا بمنت عرض کرتا ہوں کہ یہہ بات ذرا اپنے دلمیں سوچیں۔ کہ تھوڑے شخصوں کی ایسی حرکت کرنے سے غیر قوموں کے دلپر کیا تاثیر ہوئی ہوگی۔ لیکن یہی کہ سارے عیسائی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور کہ انکا مذہب بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ۔ سنے بینی کہ گاوے در علف زار + بیالاید ہمہ گاوان دہ را۔ اب کہ وقت گذشتہ ہاتھ نہیں آتا۔ تو کہہ دیسکتے ہیں۔ کہ گذشت آنچہ گذشت۔ پر آئندہ کو اسبات کو محفوظ رکھنا مناسب سمجھیں۔ اور اپنی ہر حالت ہر جگہہ میں ایسا نمونہ دکھاویں۔ کہ غیر لوگ بے اختیار نہ ہمارے خداوند مسیح کیطرف کھینچے ہوئے چلے آویں۔ اب میری خدا قادر مطلق باپ سے یہہ دعا ہی۔ کہ ای خدا ہمارے باپ تو ہم سب کو ایسی طاقت عنایت کر۔ کہ ہم خداوند مسیح کے نقش قدم پر چلنا سیکھیں۔ خداوند مسیح کے وسیلہ سے آمین۔

شہد کا ذخیرہ کیلیفورنیا میں پہاڑی شہد کا ایک وسیع ذخیرہ برآمد ہوا ہی یعنے درہ کالجن میں کچھ مزدور بعض ٹیلوں کو کاٹ رہے تھے کہ شہد کا ذخیرہ اُنکو نظر پڑا اُنہوں نے ایک لکڑی لیکر اُسکے اندر داخل کی مگر اُنکو اس بات سے نہایت تعجب ہوا کہ اُس غار کے تلے کا کہیں نشان نہ ملا۔ جبکہ اُنہوں نے اُس لکڑی کو باہر نکالا تو اُسمیں سے شہد کا نکلنا شروع ہوا اور بہت جلد کئی ڈول اور دو پیپے اوس سے بھر گئے اور پھر بھی شہد کا نکلنا بند نہ ہوا آخرکار پہاڑ کا ایک حصہ اڑایا گیا اُسمیں سے کئی من شہد نکلا جبکہ اُس غار کو نیچے سے دیکھا جہاں مکھیاں جاتی ہوئی ملیں تو یہہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ایک چوتھائی میل تک وسیع ہی وہاں کے لوگوں کا مقولہ ہی کہ یہہ کل غار شہد سے بھرا ہوا ہی۔

فصل اضلاع شمال و مغرب کی فصل کے آثار اچھے ہیں حسب گذشتہ کے طور پر بدستور قابل اطمینان خبریں آتی ہیں مگر پرگنہ ڈُبیر واقع ضلع المورڑہ سے بشدت اولے پڑنیکی خبر آتی ہی جسکے باعث سے تھوڑے سے رقبہ میں نقصان کثیر ہوا۔

طہران ایک انگریزی اخبار کے کارسپانڈنٹ نے طہران سے یہہ خبر بھیجی ہی کہ شاہ ایران نے قحط سالی کے سبب سے جو شیراز میں ہو رہی ہی مجبوری شیراز کے جانیکا قصد ترک کر دیا ہی۔ شاہی خزانہ میں روز بروز روپیہ کی قلت ہوتی جاتی ہی اور رعایا کے تمام فرقوں کی ناراضگی بھی کسیقدر بڑہتی جاتی ہی۔ شاید شاہ ایران والئے روم کی قدم بقدم چلتے ہونگے جو ایرانکی رعایا شاہ سے ناراض ہی یا کہ جس طرح والئی روم نے قحط سالی میں اپنی رعایا کو بطور دستگیری کے کچھ نہیں دیا تھا یہہ بھی نہ دیتے ہوں۔ رعایا کا ناراض رکھنا والی سلطنت کے حقمیں بہتر نہیں ہوتا ہی۔

گورنر گوا بھی واسطے ملاقات شہزادہ ویلز صاحب بہادر کے بمبی میں تشریف لانے والے ہیں فقط۔

سوہن لال عیسائی صاحب اخبار وکیل ہندوستان رقم طراز ہیں کہ لاہور کے ایک اخبار کے کارسپانڈنٹ نے خبر دی ہی کہ یہہ لڑکا نابالغ عیسائی ہوا ہی مگر اُس کارسپانڈنٹ کی غلطی ہی کیونکہ سوہن لال آدمی بالغ ہی جسنے عدالت ضلع سے ضابطہ کی روسے اجازت حاصل کرکے ۲۰ تاریخ ماہ گذشتہ کو پادری ایف ایچ بیرنگ صاحب کے ہاتھ سے بپتسما پایا۔

ہمنے سنا ہی کہ سوہن لال عیسائی کا بھائی جو جنڈیالہ ضلع امرتسر میں رہتا ہی وہ اس بات کو مشہور کرتا ہی کہ وہ عیسائی نہیں ہوا لیکن اُسکی بھی صریح غلطی ہی وہ حقیقت میں قاعدہ کی روسے عیسائی ہوا ہی لہذا لازم ہی کہ کوئی شخص غلط خبر کو معتبر نہ سمجھیں۔

اکثر لوگ جب اُنکا کوئی رشتہ دار دین حق کو قبول کرتا ہی تو ایسی ہی ایسی خبریں اُڑایا کرتے ہیں اگر لاہور کے اخبار کے کارسپانڈنٹ صاحب متعصب نہ ہوتے تو وہ بھی یہہ خبر نہ اُڑاتے۔

شرابی رئیس اخبار تحفہ پنجاب امرتسر میں لکھا ہی کہ سردار صاحب مہونی کو شراب سے از حد رغبت ہی انکو نوبت

ایک روز حد سے زیادہ پی لی اور قریب المرگ ہوگئے اسکی اطلاع صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کو پہنچی صاحب موصوف نے اپنے اہلکار کو بھیجکر سردار صاحب کو انبالہ میں طلب کیا۔ سردار صاحب جب انبالہ میں پہنچے تو انکو دنیا کی کچھ خبر نہ تھی مگر اب علاج ہونے سے کچھ حواس درست ہوئے ہیں۔

افسوس کہ ہند کے اکثر رئیس بجائے خبرداری رعایا کے خود شراب وغیرہ امور واہیات میں پڑکر بیخبر ہوجاتے ہیں اور جب سرکار کچھ بھی ہدایت اُنکی بہتری کے واسطے کرتی ہے تو فوراً چیخ اُٹھتے ہیں۔

جاپان کہتے ہیں کہ جاپانی لوگ اپنے فوجداری قوانین کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور جو سزائیں سخت بیرحمی میں داخل ہیں اُنکو یک قلم موقوف کردینگے۔ سرکار انگریزی کے قانون وعمدہ اصول کا پرتو جاپان بھی جا پڑا۔

بمبی ٢ نومبر کو جناب ویسرائے صاحب بہادر بمبی میں رونق افزو ہوئے اور رعایا شہر نے بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا اور ٣- نومبر کو جناب ویسرائے بہادر لاٹ صاحب شہر سے ملاقی ہوئے۔

شاہ برہما کا ارادہ ہے کہ جب شاہزادہ صاحب کلکتہ میں رونق بخش ہوں تو اپنا وکیل اُنکے حضور بھیجیں۔

والئی پٹیالہ کہتے ہیں کہ دسہرہ کے روز جب مہاراجہ صاحب نے جلوس فرمایا تو پندرہ لاکھ روپیہ کا زیور پہنے ہوئے تھے۔

بنگالہ ایک اخبار بیان کرتا ہے کہ مُلک بنگالہ میں بارش کی از حد ضرورت ہے اور یہہ بھی لکھا ہے کہ اگر اب بارش نہ ہوئی تو قحط سالی ہوجاویگی۔

کابل انڈین پبلک اوپنین میں لکھا ہے کہ پشاور میں کچھ کابلی آئے ہوئے ہیں اور امیر صاحب کے ظلم کی شکایت کرتے ہیں۔

امرتسر ہفتہ گذشتہ میں ایکسو ساٹھ آدمی فوت ہوئے تھے ہفتہ حال میں ایکسو اٹھاسی۔ بیماری تپ کا بڑا زور ہے۔

رپورٹ پسٹ امریکن مشن واقع تیلگو سے معلوم ہوا کہ ٤٢٨- آدمیوں نے سال گذشتہ میں بپتسما پایا۔ یہہ آدمی ساکنان علاقہ انگولہ کے تھے۔ علاقہ انگولہ کے مشن میں ٣٢٧٤- آدمی عیسائی رہتے ہیں اور ٢٤٧ دیہات میں سکونت پذیر ہیں۔

ترکستان کی سلطنت قرض سے بہت زیربار ہوگئی اور روز بروز ہوتی جاتی ہے اسپر صاحب فرینڈ آف انڈیا فرماتے ہیں کہ اگر ایسا ہی حال رہا تو عنقریب سلطنت ترکستان دیوالہ نکالے گی کیونکہ اُنکو سرکاری اشتہار سے معلوم ہوا ہے کہ سال حال کا بجٹ جب پیش ہوا تو پانچ کروڑ روپیہ آمدنی سے زیادہ خرچ معلوم ہوا جب سلطان کے قرضدار سود کا تقاضا کرتے ہیں تو بجائے خزانہ میں دینے سے اور قرض لیکر سود ادا کرتے ہیں۔

روس آجتک شاہ روس کی سلطنت میں کسی جگہہ انجیل نہ چھپ سکتی تھی اور نہ فروخت ہونے پاتی تھی مگر شاہ روس نے اب حکم دیدیا ہے کہ روس کی سلطنت میں جس جگہہ چاہے کوئی انجیل کو فروخت کرے اور چھاپے خدا کی برکت روز بروز ترقی پر ہے کیونکہ خاص دشمن جو انجیل کے مثل شاہ روم وغیرہ تھے اُنہوں نے عام اجازت منادی کی دیدی ہے۔

بیبل سوسائیٹی کے وسیلہ سے ١٥٥ زبانوں میں اور ٢٥٠ مختلف بولیوں میں انجیل ترجمہ ہوچکی ہے اسپر جناب لارڈ سلیبری صاحب فرماتے ہیں کہ اسقدر انجیل لنڈن کے دو سوسائیٹیوں کی مدد سے چھپ چکی ہیں کہ اگر فی ٥ کس کو انجیل دیجاوے تو دنیا کے تمام لوگونکو دستیاب ہوسکتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر یک گھر میں اس حساب سے ایک جلد کلام الٰہی کے بہم پہونچ سکتی ہے۔

لودیانہ

خیر مقدم شہزادہ صاحب بہادر پرنس آف ویلس جنکی آمد آمد کی خبر انگلستان وہندوستان میں شہرت پذیر ہے سو شہزادہ صاحب موصوف بخیر وعافیت انگلستان سے چلکر ٨- تاریخ بروز دوشنبہ وارد شہر بمبی ہوئے جنکی آمد کی خوشخبری میں تمام اضلاع ماتحت سرکار انگلشیہ کے سلامی توپونکی سر ہوئی چنانچہ ہمارے اس شہر لودیانہ میں ٩ نومبر کو ١٠ بجے صبح کے سلامی سر ہوئی ہماری دعا ہے کہ جس مطلب ومقصود کے لئے شہزادہ بہادر ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے ہیں بامراد سیر وسیاحت کرکے انگلستان میں جاویں۔

١٠ تاریخ کو حسب الحکم سرکار دولت انگلشیہ کے دستورات گدی نشینی نواب صاحب مالیر کوٹلہ عمل میں آئے جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر وصاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس وغیرہ حکام لودیانہ بھی اس تقریب میں مالیر کوٹلے تشریف فرما ہوئے تھے۔

لوگ کہا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ سرکار اپنے وعدہ کو پورا نہیں کرتی اور یوں ہی نالم توُل ایسے معاملہ میں کیا کرتی ہے اب اُنکے منہہ پر ہوائیں چھوٹ گئیں اور بعض بعض اصحاب جو نواب صاحب کی اس خوشی کو نہ دیکھ سکے کیل والے مالیر کوٹلے سے دو دو دن کو اسطا اور جگہہ چلے گئے جنمیں سے ایک صاحب لودیانہ میں بھی آئے ہیں۔

جو سرائے نواب علی محمد خان صاحب بہادر نے رفاہ عام [illegible]

[illegible]